سپریم کورٹ رپورٹس (2006) SUPP.10 ایس سی آر

سپرانٹنڈنٹ آف پوسٹ آفسز اور دیگران

بنام

آر۔ والسینا بابو

14 دسمبر 2006

(ایس۔ بی۔ سنہا اور مارکنڈی کاٹجو، جے۔)

قانون ملازمت:

تقرری۔ درج فہرست ذات کے مخصوص زمرے کے خلاف۔ ذات کے سرٹیفکیٹ کی بنیاد پر۔ اس معلومات پر کہ ملازم کا تعلق درج فہرست ذات سے نہیں ہے، تادیبی کا آغاز۔ اس کے بعد، ذات کے سرٹیفکیٹ کی منسوخی۔ ذات کے سرٹیفکیٹ کی منسوخی کے حکم پر انحصار کرتے ہوئے سروس کی منسوخی۔ ٹربیونل اور عدالت عالیہ نے اس بنیاد پر منسوخی کے حکم پر بھروسہ کرنے سے انکار کیا کہ اس کے بعد کے واقعے پر غور نہیں کیا جا سکتا۔ اپیل پر کہا گیا: ملازم کی برطرفی جائز ہے۔ ایک بار سرٹیفکیٹ، جس کی بنیاد پر ملازمت حاصل کی گئی تھی، منسوخ ہو جانے کے بعد، ملازم کو ملازمت میں برقرار رکھنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا ہے۔ محکمہ جاتی کارروائی میں اس کے بعد کے واقعے کو مدنظر رکھنا جائز ہے۔ بھارت کا آئین، 1950۔ آرٹیکل 16(4)۔

جواب دہندہ کو درج فہرست ذات برادری کے لیے مخصوص خالی جگہ کے خلاف پوسٹل اسسٹنٹ کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔ درج فہرست ذات برادری سے تعلق رکھنے کے اپنے دعوے کی حمایت میں، اس نے ایک سند پیش کی تھی۔ اس اطلاع پر کہ اس کا تعلق درج فہرست ذات برادری سے نہیں ہے، اس کے خلاف تادیبی

شروع کی گئی۔تحقیقات کے زیر التواء ہونے کے دوران ذات کے سرٹیفکیٹ کو منسوخ کرنے کی کارروائی شروع کی گئی اور اس کے بعد ذات کے سرٹیفکیٹ کو منسوخ کر دیا گیا۔انکوائری آفیسر نے سند ذات کی منسوخی کے حکم پر اس بنیاد پر غور نہیں کیا کہ سرٹیفکیٹ اس تاریخ کو منسوخ نہیں کیا گیا تھا جب چارج میمو جاری کیا گیا تھا۔تادیبی اتھارٹی نے سند ذات کو منسوخ کرنے کے حکم پر بھروسہ کرتے ہوئے اپیل کنندہ کو برخاست کر دیا۔

جواب دہندہ نے سنٹرل ایڈمنسٹریٹو ٹربیونل کے سامنے درخواست دائر کی جس میں کہا گیا کہ سند ذات کو منسوخ کرنے کا حکم تادیبی اتھارٹی کے ذریعے نہیں لیا جا سکتا تھا کیونکہ منسوخی کا واقعہ تادیبی کے آغاز کے بعد ہوا تھا۔عدالت عالیہ نے ٹربیونل کے حکم کے خلاف رٹ پٹیشن کو خارج کر دیا۔لہذا موجودہ اپیل۔

اپیل کی منظوری دیتے ہوئے عدالت نے:

فیصلہ 1.1: ایک بار جب اس سند کو جس کی بنیاد پر جواب دہندہ نے ملازمت حاصل کی تھی منسوخ کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اسے ملازمت میں جاری رہنے کی منظوری دینے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اگر اسے اس طرح کے سند کی بنیاد پر مقرر کیا گیا ہوتا۔(1099-اے-بی)

ریاست مہاراشٹرا اور دیگران بنام روی پرکاش بابولاسنگ پارمرا اور انروتھر (2006) 10 اسکیل 575 اور بینک آف بھارت و دیگر بنام اریناش ڈی مندر کر اور دیگران (2005) 7 ایس سی سی 690 پر انحصار کیا۔

1.2۔ سند ذات کی تاریخ زیادہ اہمیت کی حامل نہیں ہے۔ہوسکتا ہے کہ یہ سرٹیفکیٹ اصل میں محکمہ کے ایک افسر نے جاری کیا ہو لیکن بعد کی تاریخ میں اسی طرح کا سرٹیفکیٹ محکمہ کے کسی دوسرے افسر نے جاری کیا ہو۔یہ دعوی کرنا بھی درست نہیں ہے کہ کلکٹر نے جواب دہندہ کو سماعت کا کوئی موقع نہیں دیا تھا۔(1099-بی-ڈی)

1.3۔اس نوعیت کے معاملے میں، جواب دہندہ کے خلاف کوئی تادیبی شروع کرنا ضروری نہیں ہوگا۔لہذا، معاملے کا بنیادی پہلو یہ تھا کہ آیا جواب دہندہ کا تعلق درج فہرست ذات برادری سے ہے یا نہیں، اگر وہ نہیں تھا، تو سوال یہ ہے کہ کیا اس کے خلاف شروع کی گئی تادیبی کسی خاص ذات کے سرٹیفکیٹ پر انحصار کرتی ہے اور اس کی بنیاد پر اہمیت نہیں رکھتی ہے۔(D-1100؛D-E-1099)

2۔ ٹریبونل اور عدالت عالیہ کا یہ فیصلہ درست نہیں تھا کہ محکمہ جاتی کارروائی میں اس کے بعد کے کسی واقعے پر غور نہیں کیا جا سکتا۔کلکٹر کی طرف سے کارروائی ڈاکخانہ کے سپرنٹنڈنٹ کے کہنے پر شروع کی گئی تھی۔اس طرح جواب دہندہ اس حقیقت سے واقف تھا کہ مجاز اتھارٹی کے سامنے سرٹیفکیٹ کی منسوخی کے لیے اس کے خلاف کارروائی شروع کی گئی تھی۔ایک بار جب جواب دہندہ کے حق میں ریاست آندھرا پردیش کے محکمہ محصول کی طرف سے جاری کردہ ذات کا سرٹیفکیٹ منسوخ کر دیا جاتا ہے، تو اصل سرٹیفکیٹ جس کی بنیاد پر دوسرا سرٹیفکیٹ حاصل کیا گیا تھا وہ غیر مستحکم ہوگا۔قانون کی نظر میں۔اس بنیاد پر جاری کیا گیا کوئی دوسرا یا مزید سرٹیفکیٹ بھی نان ایسٹ ہوگا۔(1099-ڈی-جی)

دیوانی اپیلیٹ کا دائرہ اختیار فیصلہ: دیوانی اپیل نمبر 5868 آف 2006۔

1096 کے عدالت عالیہ کے حتمی فیصلے/حکم نامے سے

ایک عدالت، آندھرا پردیش، حیدرآباد میں ڈبلیو پی نمبر۔16541 / 1999۔

اپیل گزاروں کی طرف سے ٹی ایس دوابیا، مانس شرما، منپریت سنگھ دوابائی اور روی کے ورما۔

جواب دہندہ کے لیے ایچ ایس گرو راجا راؤ، وائی رمیش اور وائی راجہ گوپال راؤ۔

عدالت کا فیصلہ اس کے ذریعے دیا گیا

جسٹس ایس بی سنہا۔اجازت دے دی گئی:

یہ اپیل آندھرا پردیش میں عدالت عالیہ کے دائرہ اختیار کے ذریعے منظور کردہ 13.4.2005 کے فیصلے اور حکم کے خلاف ہدایت کی گئی ہے جس کے تحت اور جہاں یہاں اپیل گزاروں کی طرف سے دائر رٹ پٹیشن کے تحت، مرکزی انتظامی ٹربیونل، حیدرآباد بنچ کے حکم پر زور دیتے ہوئے 22.4.1999 جواب دہندہ کی طرف سے یہاں دائر اصل درخواست میں منظوری دی گئی تھی۔

یہاں جواب دہندہ نے خود کو درج فہرست ذات برادری کا رکن ہونے کا دعوی کیا جسے 'مال' کہا جاتا ہے۔انہیں ڈاکخانہ کے سپرنٹنڈنٹ کے دفتر میں پوسٹل اسسٹنٹ کے طور پر مقرر کیا گیا تھا۔28.7.1980 پر عادل آباد پوسٹل ڈویژن شیڈولڈ کاسٹ کمیونٹی کے لیے مخصوص خالی جگہ کے خلاف۔اس کے اس دعوے کی حمایت میں کہ اس کا تعلق 'مالا' برادری سے ہے، اس نے 27.12.1980 کا ایک سرٹیفکیٹ پیش کیا تھا۔موصولہ اطلاع پر کہ جواب دہندہ کا اصل تعلق عیسائی برادری سے ہے، اس کے خلاف تادیبی شروع کی گئی، مذکورہ انکوائری کی کارروائی کے زیر التواء ہونے کے دوران، ضلع عادل آباد کے کلکٹر نے بھی جواب دہندہ کے حق میں جاری کردہ ذات کے سرٹیفکیٹ کو منسوخ کرنے کے لیے کارروائی شروع کی اور 28.11.1990 تاریخ کے حکم سے اس کے حق میں دیا گیا ذات کا سرٹیفکیٹ منسوخ کر دیا گیا۔مذکورہ حکم ایف کو تادیبی کے ریکارڈ پر لایا گیا تھا۔

تاہم، تفتیشی افسر نے رائے دی کہ اس حقیقت کو مدنظر رکھتے ہوئے کہ جس تاریخ کو 1.3.1989 کا رسید فیس جاری کیا گیا تھا، جواب دہندہ کی طرف سے پیش کردہ سرٹیفکیٹ کو منسوخ نہیں کیا گیا تھا، اسے ثابت نہیں کہا جا سکتا۔تادیبی تادیبی نے انکوائری آفیسر کے مذکورہ جی نتائج سے اختلاف کیا، تادیبی تادیبی سے پہلے بھی 28.1 1.1990 کا مذکورہ ذات کا سرٹیفکیٹ پیش کیا گیا تھا۔تادیبی اتھارٹی کی طرف سے جواب دہندہ کو سماعت کا ایک اور موقع دیا گیا۔ 30.9.1992 کے ایک حکم نامے کے مطابق یہ درج ذیل تھا:

"معاملہ کے تمام پہلوؤں اور اس حقیقت پر غور کرتے ہوئے کہ حکومت نے خادم تعیناتی کے وقت غلط معلومات فراہم کیں۔آئی پی پانڈو، سپرانٹنڈنٹ ڈاکخانہ، عادل آباد

ڈویژن- 504001 اس طرح حکم دیتے ہیں کہ شری آر والاسینا بابو، پوسٹل اسسٹنٹ عادل آباد ڈویژن کو فوری طور پر ملازمت سے 'برخاست' کیا جائے جو عام طور پر حکومت کے تحت مستقبل کی ملازمت کے لیے نااہل قرار دیا جائے گا۔اس کے خلاف پیش کی گئی محکمہ جاتی اپیل کو مسترد کر دیا گیا۔

تادیبی اتھارٹی اور اپیلیٹ اتھارٹی کے مذکورہ حکم پر سوال اٹھاتے ہوئے جواب دہندہ کی طرف سے سنٹرل ایڈمنسٹریٹوٹر یبونل کے سامنے ایک اصل درخواست دائر کی گئی تھی۔سنٹرل ایڈمنسٹریٹوٹر یبونل کے ایک فیصلے اور حکم کی وجہ سے، حیدرآباد بنچ نے اس واقعے پر غور کرنے سے انکار کر دیا جو تادیبی کے آغاز کے بعد پیش آیا تھا، یعنی 28.11.1990 تاریخ کا حکم کلکٹر، کریم نگر کی طرف سے منظور کردہ سند ذات کو منسوخ کرنا جو جواب دہندہ کے حق میں دیا گیا تھا کیونکہ یہ رسید مورخہ 1.3.1989 میں کوئی موضوع نہیں تھا۔یہ رائے دی گئی کہ چونکہ مذکورہ تادیبی کو فرد جُرم کے ساتھ منسلک نہیں کیا گیا تھا اس لیے انضباطی اتھارٹی کے ذریعے اس پر غور نہیں کیا جا سکتا تھا۔تاہم اس کی ہدایت اس طرح کی گئی تھی :

”مدعا علیہان درخواست گزار کے خلاف کارروائی کرنے کے لیے آزاد ہیں، اگر وہ چاہیں تو، کلکٹر، کریم نگر کے ذریعے منظور کردہ حکم کی بنیاد پر جس کی تاریخ 28.11.1990 ہے۔ درخواست گزار کی طرف سے پیش کردہ ذات کا سرٹیفکیٹ جس کی تاریخ 27.12.1980 ہے اسے منسوخ کرنا۔ایسا کرنے سے پہلے، وہ اس بات کا پتہ لگا سکتے ہیں کہ آیا مذکورہ منسوخی کا حکم جس کی تاریخ 28.11.1990 ہے، درخواست گزار کی طرف سے پیش کردہ سرٹیفکیٹ آف کاسٹ سے متعلق ہے جس کی تاریخ 27.12.1980 ہے۔

عدالت عالیہ نے متنازعہ فیصلے کی وجہ سے اگرچہ مذکورہ حقیقت کو محسوس کیا لیکن ٹریبونل کے فیصلے سے اتفاق کرتے ہوئے رٹ پٹیشن کو مسترد کر دیا۔اس طرح اپیل کنندہ ہمارے سامنے ہے۔

ہمارے غور وفکر کے لیے جو مختصر سوال پیدا ہوتا ہے وہ یہ ہے کہ کیا تادیبی اتھارٹی اور اس کے نتیجے میں اپیلیٹ اتھارٹی محکمہ جاتی کارروائی میں آنے والے واقعے کو مدنظر رکھ سکتی تھی۔

جواب دہندہ کی طرف سے پیش ہونے والے سینئر وکیل، مسٹر گوراجاراوپیش کریں گے کہ جواب دہندہ کی طرف سے پیش کردہ سرٹیفکیٹ کلکٹر کے سامنے انکوائری کی کارروائی کا موضوع کبھی نہیں رہا، 27.2.1980 کا مطلوبہ حکم قانون میں مکمل طور پر ناقابل قبول تھا۔ مزید برآں پیش کیا گیا کہ کلکٹر کی طرف سے جواب دہندہ کو اس سلسلے میں سماعت کا کوئی موقع نہ دیے جانے کی وجہ سے تادیبی اتھارٹی یا اپیلیٹ اتھارٹی کی طرف سے اس پر غور نہیں کیا جاسکتا تھا۔ ٹریبونل کے فیصلے کے عملی حصے کی طرف ہماری توجہ مبذول کرانے والے ماہر وکیل یہ دلیل دیں گے کہ اگرچہ ایک نئی محکمہ جاتی کارروائی شروع کی جاسکتی ہے، لیکن اس کا سہارا نہ لیا گیا ہے، لیکن اپیل گزاروں کے لیے اب کلکٹر کے حکم پر اپنا مقدمہ ختم کرنا جائز نہیں ہے۔

آئین کے آرٹیکل 14 اور 16 میں شامل مساوات کی دفعات اس بات کی ضمانت دیتی ہیں کہ بھارت کے تمام شہریوں کو تمام سول عہدوں پر تقرری کے لیے غور کیے جانے کا مساوی موقع ملے گا۔ تاہم، آرٹیکل 16 کی ذیلی دفعہ (4) ایک استثناء فراہم کرتی ہے۔ جب کوئی عوامی ملازمت کسی مخصوص زمرے کے امیدوار کے لیے محفوظ رکھی گئی آسامی پر حاصل کی جاتی ہے، تو اس امیدوار کو وہاں مقرر کردہ معیار پر پورا اترنا لازم ہے۔ اگر یہ آسامی درج فہرست ذات (Scheduled Castes) یا درج فہرست قبائل (Scheduled Tribes) کے امیدوار کے لیے مخصوص ہو، تو اس پر تقرری پانے والا امیدوار لازمی طور پر اسی زمرے سے تعلق رکھتا ہو۔ اگر منتخب شدہ امیدوار اس بنیادی معیار پر پورا نہیں اترتا تو اس کی تقرری کو جاری رکھنے کی اجازت نہیں دی جاسکتی۔ اس بات میں کوئی اختلاف نہیں ہے کہ زیر بحث آسامی درج فہرست ذات کے امیدوار کے لیے محفوظ رکھی گئی تھی۔ یہ بات بھی متنازع نہیں ہے کہ مدعا علیہ نے اپنی تقرری پوسٹل اسسٹنٹ کے عہدے پر اس بنیاد پر حاصل کی کہ وہ درج فہرست ذات سے تعلق رکھتے ہیں، یعنی 'مالا' (Mala) برادری سے ہیں۔ مزید یہ بھی انکار نہیں کیا گیا کہ عدی لآباد ضلع کے کلکٹر نے اس معاملے میں کارروائی شروع کی تھی۔ ہمارے سامنے یہ بات موجود ہے کہ مدعا علیہ نے خود وہ حکم نامہ مورخہ 28.11.1990 پیش کیا ہے؛ جس کے سرسری مطالعے سے ظاہر ہوتا ہے کہ اس کارروائی کے دوران مدعا علیہ کو سنے جانے کا موقع دیا گیا تھا۔ اس کارروائی میں واضح طور پر یہ کہا گیا تھا کہ متعدد مواقع دیے جانے اور اس وعدے کے باوجود کہ مدعا علیہ جون 1990 کے دوسرے یا تیسرے ہفتے میں متعلقہ دستاویزات پیش کرے گا، وہ ایسا کرنے میں ناکام رہا یا اس نے لاپروائی برتی۔ مذکورہ بالا بنیاد پر عالم کلکٹر، ضلع عادل آباد نے مندرجہ ذیل مشاہدہ کیا۔

"...... ڈاکخانہ، عادل آباد کے سپرنٹنڈنٹ نے جی کے ذریعے اپنے 16.7.1990 کے خط کے ذریعے مطلع کیا کہ 5.7.1990 کا یہ آفس میمو مذکورہ رام داس ویلسینا بابو کو نہیں دیا جا سکا کیونکہ وہ 18.6.1990 تک طبی رخصتی پر تھے، جواب دہندہ نے نہ تو کوئی دستاویزی شہادت دائر کیا جیسا کہ اس آفس میمو میں تاریخ 28.3.1990 میں طلب کیا گیا تھا اور نہ ہی دستاویزی شہادت داخل کرنے کے لیے وقت طلب کرنے کے لیے کوئی درخواست دائر کی گئی تھی۔

مندرجہ بالا صورتِ حال کے پیشِ نظر اور جی۔او۔ایم۔ایس۔نمبر SWD 282 مورخہ 19.12.1988 کے تحت، ذات کا سرٹیفکیٹ نمبر A8/20293 / 79 مورخہ 3.10.1979 جو اس وقت کے تحصیلدار، کریم نگر کی جانب سے جناب رامداس ویلیسینا بابو ولد مالتی کرجناراو، ساکن کریم نگر کے حق میں' مالا' ذات سے تعلق رکھنے کے طور پر جاری کیا گیا تھا، کو اس کے ساتھ منسوخ کیا جاتا ہے۔

ایک بار جب اس سند کو جس کی بنیاد پر جواب دہندہ نے ملازمت حاصل کی تھی منسوخ کر دیا جاتا ہے، یہاں تک کہ اسے ملازمت میں جاری رہنے کی منظوری دینے کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا، اگر اسے اس طرح کے سند کی بنیاد پر مقرر کیا گیا ہوتا۔

ذات کے سرٹیفکیٹ کی تاریخ جیسا کہ جواب دہندہ کی طرف سے پیش ہونے والے فاضل سینئر وکیل نے زور دیا تھا، ہماری رائے میں، زیادہ اہمیت کا حامل نہیں ہے۔ ہوسکتا ہے کہ یہ سرٹیفکیٹ اصل میں محکمہ کے ایک افسر نے جاری کیا ہو لیکن بعد کی تاریخ میں اسی طرح کا سرٹیفکیٹ محکمہ کے کسی دوسرے افسر نے جاری کیا ہو۔ یہ دعوی کرنا بھی درست نہیں ہے کہ کلکٹر نے جواب دہندہ کو سماعت کا کوئی موقع نہیں دیا تھا۔

اس لیے معاملے کا محور یہ تھا کہ جواب دہندہ کا تعلق درج فہرست ذات برادری سے ہے یا نہیں۔ اگر وہ نہیں تھا، تو یہ سوال کہ کیا اس کے خلاف شروع کی گئی تادیبی، ہماری رائے میں، کسی خاص ذات کے سرٹیفکیٹ پر اور اس کی بنیاد پر، اہمیت سے بالاتر ہے۔ مزید برآں ٹریبونل اور عدالت عالیہ کا یہ موقف درست نہیں تھا کہ محکمہ جاتی کارروائی میں اس کے بعد کے کسی واقعے پر غور نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے یہاں کلکٹر کے حکم

سے پہلے ایک جائزہ سے دوبارہ پیش کیا ہے جس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ مذکورہ کارروائی ڈاکخانہ کے سپرنٹنڈنٹ کے کہنے پر شروع کی گئی تھی۔اس طرح جواب دہندہ اس حقیقت سے واقف تھا کہ مجاز اتھارٹی کے سامنے سرٹیفکیٹ کی منسوخی کے لیے اس کے خلاف کارروائی شروع کی گئی تھی۔ایک بار جب جواب دہندہ کے حق میں ریاست آندھرا پردیش کے محکمہ محصول کی طرف سے جاری کردہ ذات کا سرٹیفکیٹ منسوخ کردیا جاتا ہے،تو اصل سرٹیفکیٹ جس کی بنیاد پر دوسرا سرٹیفکیٹ حاصل کیا گیا تھا وہ غیر مستحکم ہوگا۔قانون کی نظر میں۔اس بنیاد پر جاری کیا گیا کوئی دوسرا یا مزید سرٹیفکیٹ بھی نان ایسٹ ہوگا۔

مذکورہ صورتحال میں، ہمیں کوئی وجہ نظر نہیں آتی کہ انکوائری افسر یا اس معاملے کے تادیبی تادیبی بعد کے واقعے پر غور کیوں نہیں کر سکتی تھی۔مزید برآں، جیسا کہ یہاں پہلے دیکھا گیا ہے، تادیبی تادیبی نے سماعت کا ایک اور موقع دیا تھا اور جواب دہندہ نے اس کا فائدہ اٹھایا۔انہوں نے تادیبی اتھارٹی کے تادیبی اے کے خلاف اپیل کو بھی ترجیح دی۔معاملے کے اس تناظر میں، ٹریبونل اور عدالت عالیہ نے، ہماری رائے میں، جواب دہندہ کی طرف سے دائر اصل درخواست کو اس بنیاد پر منظور کرنے میں قانون کی ایک واضح غلطی کی کہ کلکٹر کی طرف سے منظور کردہ 18.11.1990 کے مذکورہ حکم کو تادیبی اتھارٹی یا اپیلیٹ اتھارٹی کے ذریعے غور میں نہیں لیا جانا چاہیے تھا۔

جھوٹا سرٹیفکیٹ پیش کر کے تعیناتی حاصل کرنے کے اثر سے متعلق سوال ریاست مہاراشٹر اور دیگران بنام روی پرکاش بابولاسنگ پارمر و دیگر (2006) 10 اسکیل 575 میں غور کے لیے سامنے آیا، جس میں اس عدالت نے رائے دی کہ متعلقہ حکام کو مذکورہ سوال میں جانے اور مناسب حکم منظور کرنے کا دائرہ اختیار ہوگا۔اس طرح کے ذات کے سرٹیفکیٹ کی منسوخی کا اثر بینک آف بھارت و دیگر بنام اریش ڈی مندرکر اور دیگران (2005) 7 ایس سی سی 690 میں اس عدالت کے دو جج بنچ کے فیصلے کی روشنی میں بھی دیکھا گیا تھا، جس میں یہ فیصلہ دیا گیا تھا کہ اگر متعلقہ ملازم نے ملاقات حاصل کرنے میں دھوکہ دہی کی ہے تو اسے اس کے فوائد حاصل کرنے کی منظوری نہیں دی جانی چاہئے، کیونکہ تعیناتی کی بنیاد گر جاتی ہے۔

معاملے کے اس تناظر میں، ہماری رائے ہے کہ اس نوعیت کے معاملے میں، جواب دہندہ کے خلاف کوئی تادیبی شروع کرنا ضروری نہیں رہا ہوگا۔

مذکورہ بالا وجوہات کی بنا پر، متنازعہ فیصلے کو برقرار نہیں رکھا جاسکتا۔ اپیل کی منظوری ہے۔ کوئی لاگت نہیں۔

کے کے ٹی۔

اپیل کی منظوری دی گئی۔

Sheikh Javiad Alam
2025.06.04 16:23
I am the author of this document